OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com



# پاکستان میں عورت کی سماجی و قانونی حیثیت: مسائل اور حل
# Socio-Legal Status of Women in Pakistan: Problems and Remedies

**Anum Hameed**
*Doctoral Candidate Islamic Studies, The University of Faisalabad*
**Prof. Dr. Matloob Ahmad**
*Head, Department of Arabic & Islamic Studies, The University of Faisalabad*

## Abstract

A woman is an important part of society and the role of a woman as a sister, daughter, wife, and mother has always been very important in the society. In this research paper, the status of women has been described in the light of prevailing Pakistani laws. It argues that Pakistani society customs has profound effects on all aspects including social, religious, political, economic, educational, medical and hereditary matters. Nowadays, Pakistani women are facing many social, political, religious, educational, medical and economic problems. Through laws, various social, political, educational, medical, religious problems of Pakistani women have been solved, so the prevailing laws of Pakistan provide guidance to women in different ways in every sphere of life. They provide them with all kinds of legal rights and along with various protections in the society, but these laws are not being implemented properly. It concludes that in order to ensure the rights of women and their better social status in the society these laws must be implemented.

**Keywords:** Women, Pakistan, Socio-Legal Status, Problems, Solutions

CC BY

## تمہید

عورت کا معاشرے کے ساتھ تعلق ایک لازمی جز ہے اور معاشرے میں عورت کائنات عالم کی خوب صورتی اور زینت ہے عورت کی خوبصورتی کو باقی رکھا جائے اس کے لیے معاشرے میں عورتوں کو ہر لحاظ سے تحفظ فراہم کرنا ضروری ہے ایک اسلامی ریاست میں خواتین کی ضروریات اور حوائج کو دیکھ کر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ خواتین اپنی جملہ ضروریات بذات خود پورا نہیں کر سکتیں بلکہ معاشرے میں رہ کر ایک دوسرے سے فائدے اور استفادے کی ضرورت انہیں ہمیشہ رہے گی اس لیے عورتوں کی زندگی کو سنوارنے کے لیے ان کو تحفظ فراہم کرنے کے لیے معاشرے میں ایک ضابطہ حیات قائم کرنے کی ضرورت ہے اوراس ضابطہ حیات کا دوسرا نام " قانون " ہے اور قانون اس مجموعے کا نام ہے جس میں مروجہ مسلمہ معاشرتی، مذہبی، معاشی، تعلیمی، طبی، وراثتی اور سیاسی قدروں کا تحفظ کیا جائے اور قانونی طور پر عورتوں کو مذہبی، معاشرتی، وراثتی، تعلیمی، معاشی، طبی تمام حقوق اور معاشی تحفظ اور سہولیات کو فراہم کیا جائے جس سے معاشرے میں عورتوں کے مقام و مرتبہ میں اضافہ ہو اور امن و سکون کی فضاء قائم ہو۔ پاکستان کے وجود کی بنیاد بڑے مذہب (اسلام) کی تعلیمات ہیں اور مسلمانوں کے لیے ہندوستان کے اندر رہتے ہوئے اپنے اسلامی اصولوں پر عمل کرنا بہت مشکل تھا اور خواتین کے حقوق کی فراہمی کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا کیونکہ مسلمان عورتوں کو عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا تھا اس لیے ایک الگ ریاست کی ضرورت تھی۔ ایک معروف سکالر محمد اسد ریاست کے متعلق لکھتے ہیں کہ:"ایک ایسی ریاست جس میں مسلمانوں کی اکثریت ہو یا سارے ہی مسلمان ہوں اسلامی ریاست نہیں ہوتی بلکہ یہ ایسی صورت میں اسلامی ریاست بن سکتی ہے جب اس میں اسلام کے احکام ملت کی اجتماعی زندگی میں جاری اور نافذ ہوں اور ملک کے بنیادی دستور میں ان احکام کو سمو دیا گیا ہو"[1] پاکستان ہی وہ واحد اسلامی ریاست ہے جہاں دین اسلام کی روح کے مطابق عورت کو اس کے بنیادی حقوق کی فراہمی کرنا ہے اس لیے آئین پاکستان (1973ء) کی اقتدا میں وفاقی اور صوبائی لیول پر عورتوں کے حوالے سے قوانین بنائے گئے ہیں ان میں سے بعض قوانین ایسے بھی ہیں جو پاکستان کے وجود میں آنے سے پہلے بنائے گئے تھے مگر پاکستان کے بننے کے بعد بھی ان کو باقی رکھا گیا اور ان پر وقتاً فوقتاً عمل کیا جاتا رہا اور بہت سے قوانین عورتوں سے متعلق پاکستان بننے کے بعد بنائے گئے ذیل میں عورت کے مقام و مرتبہ اور حیثیت کو مروجہ پاکستانی قوانین کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے عورت کے مقام و مرتبہ اور حیثیت کو جاننے سے پہلے لفظ عورت کے معانی کو جاننا ضروری ہے۔

## عورت کی تعریف

وَالعَورة كل مايستره الانسان استنكافا او حياءً[2] "اور بے پردگی وہ سب کچھ ہے جسے انسان حقارت یا شرم کی وجہ سے چھپاتا ہے ۔"لفظ عورت عربی زبان کا لفظ ہے عَوْرَاتٍ، عَوْرَةٌ کی جمع ہے جس کا لغوی اعتبار سے معنی چھپانا اور پردہ کے ہیں اصطلاح میں عورت کا معنی "کسی چیز کو چھپانا کے ہیں" ہر وہ چیز جو پردہ میں رکھی جائے یا چھپائی جائے وہ عورت ہے لہذا لفظ عورت کا استعمال عربی میں ہر اس چیز پر ہوتا ہے جس پر کسی غیر کا نظر پڑنا عیب مانا جاتا ہے اُردو زبان میں اسے زن کے معنی دیے گئے ہیں، لہذا ہر زن، صنف نازک، اہلیہ، زوجہ، نساء، لگائی، خاتون کو عورت کہا جائے گا کہ اس کا ظاہر اور عریاں ہونا اور دیکھنا شرعاً ناپسندیدہ ہے کیونکہ عورت پردے میں رکھی جائے یہ چھپانے کی چیز ہے۔

## قرآن کریم میں عورت کی تعریف

﴿ يَقُولُونَ إِنَّ بُيُوتَنَا عَوْرَةٌ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ إِن يُرِيدُونَ إِلَّا فِرَارًا ﴾[3] "وہ (کافر) کہتے ہیں کہ ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں حالانکہ وہ غیر محفوظ نہ تھے وہ تو صرف بھاگنا چاہتے تھے"۔ سورۃ احزاب میں لفظ عورت کا استعمال اس چیز کے لیے کیا گیا ہے جو غیر محفوظ ہو اور امام قرطبی اپنی تفسیر جامع احکام القرآن میں لفظ (العورۃ) کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس لفظ کا مطلب غیر محفوظ ہے جسکو چھپایا جائے۔ [4]حضرت ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قَالَ الْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ فَإِذَا خَرَجَتْ اسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ"[5] "عورت (سراپا) پردہ ہے، جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کو دیکھتا ہے" لہذا لفظ عورت کے معانی مفہوم سے اندازہ ہوتا ہے کہ عورت کا درست مطلب پردہ اور چھپانے کی چیز ہیں۔

**مروجہ آئین پاکستان 1973 کی روسے پاکستانی عورتوں کی حیثیت اور بنیادی حقوق کا جائزہ**

پاکستان کے آئین میں عورتوں کو بنیادی حقوق عطا کیے گئے ہیں لیکن ہمارے معاشرتی نظام میں بہت سے رسم ورواج اور مسائل ایسے ہیں جن سے عورتوں کے بنیادی حقوق متاثر ہوتے ہیں یہ تمام مسائل آج بھی ہمارے معاشرے کا المیہ ہیں پاکستان نے عورتوں کے حقوق اور عورتوں کو درپیش مسائل کے لیے جو قانون سازی کی ہے لیکن ان قوانین کی تشریحات اور عملدرآمد کے مسائل کی وجہ سے عورتوں کو مسائل کا سامنا رہتا ہے ذیل میں ان قوانین کا جائزہ لیا گیا ہے جو پاکستانی عورتوں کے حقوق سے متعلق ہیں۔

**سلامتی اور تحفظ کے حقوق**

"کسی شخص (بشمول عورت) کو زندگی یا آزادی سے محروم نہیں کیا جائے گا سوائے جبکہ قانون اس کی اجازت دے"۔ [6]آئین پاکستان (1973ء) کے آرٹیکل (9) کے مطابق ریاست کی زمہ داری ہے کہ وہ اپنے شہریوں (بشمول خواتین) کی جان ومال ،عزت، کاروبار اور اسکی خاندانی زندگی کا تحفظ کرے کیونکہ آرٹیکل (9) کی روسے انصاف خواتین کا بنیادی حق ہے لہذا کسی بھی عورت کی حق تلفی ہو تو اسے دادرسی کا پورا حق حاصل ہو گا جب تک اُس عورت کا انصاف نہ مل جائے لہذا آرٹیکل 9 پاکستانی خواتین کو زندگی کے حق کی ضمانت دیتا ہے اور زندگی جینے سے مراد صرف زندہ رہنا ہی نہیں ہوتا بلکہ ایک بامعنی زندگی گزارنا ہوتا ہے جو عظمت کے ساتھ ہو لہذا زندگی کے حق میں زندگی کے وہ تمام عوامل شامل ہیں جس سے ایک عورت کی زندگی بامعنی، مکمل اور جینے کے قابل ہوتی ہے۔

**پاکستانی عورت کی عزت و وقار سے متعلق حقوق:**

آئین پاکستان 1973ء کا آرٹیکل (14) انسانی عظمت اور عزت کی ضمانت دیتا ہے اس لیے ہر شخص کے ساتھ عزت اور عظمت والا سلوک کیا جائے اور کام کرنے کی جگہ پر ہراساں کرنے سے بچانا ہے اور بلیک میلنگ، جاسوسی یا کسی اور غلط طریقہ سے خواتین کی زندگی اور عزت سے کھیلنا تحفظ زندگی خواتین کے آئینی تقاضے کی کھلی خلاف ورزی ہے۔ "انسان (بشمول عورت) کی عزت وناموس کی پامالی نہیں کی جائے گی اس آئین کے آرٹیکل (1) میں شرف انسانی اور قانون کے تابع گھر کی خلوت قابل حرمت ہوگی۔ آرٹیکل 14 کی شق 2 میں کسی شخص (بشمول عورت) کو شہادت حاصل کرنے کی غرض سے اذیت نہیں دی جائے گی"۔[7]

**پاکستانی عورت کے حقوق بلحاظ پیشہ وتجارت**

پاکستان میں رہنے والی ہر عورت کو اپنی آزادی سے کوئی بھی جائز کاروبار یا پیشہ اختیار کرنے کی مکمل اجازت ہے جو مختلف مذاہب سے تعلق رکھتی ہے آئین کے آرٹیکل 18 میں اس کی وضاحت موجود ہے کہ ذاتی کاروبار کرنا یا کوئی پیشہ اختیار کرنا ہر پاکستانی عورت کا بنیادی حق ہے۔" ہر شہری (بشمول خواتین) کو کسی بھی حلال پیشے یا کسی پیشے میں داخل ہونے، اور کوئی بھی جائز تجارت یا کاروبار کرنے کا حق حاصل ہے"[8]

## پاکستانی عورت کے مذہبی حقوق

پاکستان میں ہر عورت کو ہر قسم کی مذہبی آزادی اور مذہبی حقوق حاصل ہیں ہر عورت اپنی مرضی کا مذہب اپنا سکتی ہے اور اس پر عمل کر سکتی ہے قانونی لحاظ سے کسی بھی قسم کی قدغن نہیں ہے پاکستانی عورتوں کو مکمل حق حاصل ہے کہ وہ اپنی مذہبی رسومات اپنے مذہب اور عقیدے کے مطابق ادا کر سکیں آئین پاکستان کے آرٹیکل 20 اور 21 میں عورت کو مکمل مذہبی آزادی دیتا ہے جس میں عورت کے مذہبی حقوق واضح ہیں۔" :(1) پاکستان کے ہر شہری (بشمول عورت) کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے مذہب کو آگے بڑھائے اس پر عمل کرے اور اس کی تبلیغ کرے اور:(2) ہر مذہبی گروہ اور ہر فرقے کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنا کوئی مذہبی ادارہ تشکیل دے سکتا ہے اور اس کی دیکھ بھال یا اس کا انتظام چلا سکتا ہے"[9] عورتوں کے مذہبی حقوق کی مزید وضاحت آئین کے آرٹیکل 21 میں بیان کی گئی ہے جیسا کہ "کسی بھی انسان (بشمول عورت) کو مجبور نہیں کیا جائے گا کہ جو ٹیکس وہ ادا کر رہی ہے اس کے علاوہ کوئی بھی ایسا خصوصی ٹیکس ادا کرے جسے اس کے اپنے مذہب کے علاوہ کسی اور مذہب کی اشاعت اور تنظیم میں صرف کیا جائے"[10] اس لحاظ سے ہر پاکستانی عورت کو مکمل مذہبی آزادی ہے اور اسکے ضامن دیگر قوانین اور پاکستانی آئین ہیں۔

## پاکستانی عورت کے وراثتی حقوق

پاکستانی عورت کو زمین کے اعتبار سے تمام حقوق حاصل ہیں پاکستان کے وجود میں آنے سے پہلے دن سے ہی عورتوں کو وراثتی حقوق حاصل ہیں آئین پاکستان کے آرٹیکل 23 میں عورتوں کے وراثتی حقوق سے متعلق ہے جیسا کہ پاکستان کے ہر شہری (بشمول عورت) کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ آئین اور دیگر معقول شرائط کی پاسداری کرتے ہوئے پاکستان کے کسی بھی حصے میں جائیداد بنانے اس کو اپنے پاس رکھنے یا کسی کے حوالے کرنے کا مکمل حق حاصل ہے"[11] آئین کے آرٹیکل 24 کی شق (1) کی رو سے جائیداد کی ملکیت ہر پاکستانی عورت، بیٹی، بہن، بیوی، ماں، بیوہ اور مطلقہ، دادی، نانی، پوتی، نواسی کا بنیادی حق ہے جو اسے خاندان سے وراثت میں ملتا ہے لہذا کسی بھی عورت کو اُس کے بنیادی حق سے محروم کرنا اخلاقی اور قانونی لحاظ سے جرم ہے۔" کسی بھی انسان (بشمول عورت) کو جائیداد سے محروم نہیں کیا جائے گا سوائے جبکہ قانون اس کی اجازت دے"[12]

## پاکستانی عورتوں کے حفاظتی حقوق

آئین کے آرٹیکل (25) اسلام کے بنیادی اصولوں کی غمازی کرتا ہے اسکی رو سے پاکستان میں رہنے والے تمام شہری قانون کی نظر میں برابر اور قانونی تحفظ کا مساوی حق رکھتے ہیں صرف مرد یا عورت ہونے کی بنیاد پر ان میں فرق نہیں کیا جا سکتا۔ عورت کی عزت اور احترام ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ ملک پاکستان میں رہنے والی ہر عورت کی عزت اور احترام کو یقینی بنائے آئین کے آرٹیکل میں اس کی وضاحت موجود ہے جیسا کہ: " تمام شہری قانون کی نظر میں برابر ہیں اور قانونی تحفظ کے مساوی طور پر حقدار ہیں۔"[13]

### پاکستانی عورتوں کے تعلیمی حقوق

اٹھارویں ترمیم کے بعد آرٹیکل (25,A) کا اضافہ کیا گیا جس کے تحت تعلیم حاصل کرنا ریاست کے ہر شہری مرد، عورت، بچے کا بنیادی حق ہے اور ہر تعلیمی ادارے سرکاری و نیم سرکاری پر لازم ہے کہ وہ طلباء کی ضرورت اور خواہش کے مطابق انہیں تعلیمی ماحول مہیا کرے لہذا زندگی گزارنے کے لیے ضروری ہے کہ تعلیم کو عام کیا جائے تاکہ پاکستان کا ہر شہری باشعور طریقے سے زندگی گزارنے کے قابل ہو۔" آئین کی رو سے تعلیم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد، عورت کا بنیادی حق ہے لہذا ریاست (بشمول عورتوں) بچوں کو پانچ سال سے سولہ سال کی عمر تک مفت تعلیم مہیا کرے گی جو قانون میں واضح ہے"۔[14]

### پاکستانی عورتوں کے ملازمت کے حقوق

آئین 1973ء پاکستان میں رہنے والی ہر عورت کو ملازمت کا حق فراہم کرتا ہے عورت اپنی مرضی سے نوکری کر سکتی ہے کیونکہ مساوی حقوق ہر شہری کا بنیادی حق ہے آئین کے آرٹیکل 27 میں اس کی وضاحت موجود ہے۔" کسی بھی شہری (بشمول عورت) کے ساتھ جو پاکستان کے کسی بھی محکمے میں تقرر کے قابل ہو کسی اسے تقرر کے سلسلے میں محض نسل، مذہب، ذات، جنس، سکونت یا مقام پیدائش کی بنیاد پر امتیاز روا نہیں رکھا جائے گا اس کے لیے شرط یہ ہے ملازمت ے آغاز سے لے کر چالیس سال کی مدت تک کسی طبقے یا علاقے کے لوگوں کے لیے آسامیاں محفوظ کی جا سکیں گی تاکہ پاکستان کے ہر شہری کو ملازمت میں مناسب نمائندگی دی جا سکے"۔[15]

### بلدیاتی اداروں میں عورتوں کی نمائندگی اور حقوق

آئین کے آرٹیکل 32 کی رو سے پاکستانی ہر عورت کو سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لینے کی اجازت ہے سیاسی حقوق ہر عورت کا بنیادی حق ہے۔ حکومت اس بات کی پابند ہے کہ وہ آئین کو اسکی روح کے مطابق لاگو کرے مثلاً": پاکستان کے متعلقہ علاقوں کے منتخب نمائندوں پر مشتمل بلدیاتی اداروں کو فروغ دیا جائے گا اور ان اداروں میں عورتوں، کسانوں، مزدوروں کو مکمل طور پر خصوصی نمائندگی دی جائے گی لہذا بلدیاتی اداروں میں عورتوں، کسانوں، مزدوروں اور اقلیتوں کے لیے مخصوص سیٹیں متعارف کروائی جائیں گی"۔[16]

### تمام قومی شعبوں میں عورتوں کو نمائندگی کا حق

آئین کا آرٹیکل 34 خاص طور پر قومی سطح پر مختلف اداروں میں عورتوں کی شمولیت کے بارے میں ہے اس لیے قومی اور صوبائی سطح پر الیکشن میں حصہ لینا اور عورتوں کی شمولیت ہر پاکستانی عورت کا بنیادی حق ہے۔" قومی زندگی کے تمام شعبوں میں پاکستانی عورتوں کی مکمل نمائندگی (شمولیت) کو یقینی بنایا گیا ہے"[17]

### پاکستانی عورتوں کے خاندانی تحفظات سے متعلق حقوق

آئین کے آرٹیکل 35 کی رو سے پاکستان میں رہنے والی ہر عورت اپنی مرضی سے شادی کرنے کا حق حاصل ہے ریاست شادی کے بنیادی حقوق کی حفاظت کی پابند ہے اس کے علاوہ ریاست میں کسی عورت کو غلط ارادے سے اغواء کرنا، عورت کی عزت و آبرو کو خراب کرنا یہ پاکستانی اور اسلامی قوانین کے خلاف ہے لہذا آئین ہر پاکستانی عورت اُس کے بچوں اور خاندان کو تحفظ فراہم کرتا ہے یہ عورت کا بنیادی اور آئینی حق ہے۔" مملکت، شادی، خاندان، ماں اور بچے کی حفاظت کرے گی"[18]

### پاکستانی عورتوں کے لیے معاشرتی انصاف کو فروغ دینا اور معاشرتی برائیوں سے خاتمہ کرنا

آرٹیکل 37 کی روسے مملکت تمام شہریوں کے لیے انصاف کو عام کرے گی تاکہ ہر شہری کی پہنچ عدالت تک ہو بچوں اور عورتوں کو ایسے پیشوں میں کام کرنے کی اجازت نہیں ہو گی جو عورتوں کی عمر یا جنس کے لیے غیر مناسب ہوں۔ ریاست ملازم پیشہ عورتوں کو زچگی سے متعلق تحفظات اور چھٹیاں فراہم کرے گی یہ ہر ملازم پیشہ عورت کا آئینی حق ہے مملکت پاکستان کے مختلف علاقوں میں میں افراد (بشمول عورت) کو تعلیم و تربیت، زرعی اور صنعتوں میں ترقی اور مختلف ذرائع سے اس قابل بنائے گی کہ وہ ہر قسم کی قومی سرگرمیوں میں حصہ لے سکیں اور معاشرے سے عصمت فروشی، قمار بازی کو ختم کرنا اور دیگر معاشرتی برائیوں کا خاتمہ کرنا اور پر سکون ماحول فراہم کرنا آئین کی روسے ریاست کی اہم ذمہ داری ہے۔[19]

**پاکستانی عورتوں کی معاشرتی اور معاشی فلاح و بہبود کو فروغ دینا**

آرٹیکل 38 پاکستان کے ہر شہری (بشمول عورت) کو ملک میں دستیاب وسائل کے اندر معقول معاوضے ساتھ مناسب روزی کی سہولیات فراہم کرتا ہے پاکستان کے وہ شہری جو مختلف مذہب سے تعلق رکھتے ہیں اور کسی بیماری کی وجہ سے مستقل یا عارضی طور پر اپنی روزی کمانے کے قابل نہیں ہیں اُن کو بنیادی ضروریات زندگی مثلاً: غریب عورتوں کو تحفظ، خوارک، لباس، رہائش، تعلیم، علاج کی تمام سہولیات فراہم کرنا ریاست کی ذمہ داری ہے اور یہ ہر شہری کا آئینی حق بھی ہے۔[20]

**پاکستانی معاشرہ میں عورت کے مختلف درجات**

ایک عورت کی جیسے جیسے عمر بڑھتی جاتی ہے اسکا مقام و مرتبہ اور بھی بلند ہوتا جاتا ہے عورت بحیثیت بیٹی اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے اور پاکستانی معاشرہ کئی طبقات میں بیٹی خاندان کی عزت و وقار کا باعث ہے بیٹی کو پیار، تحفظ اور تعلیم و تربیت کا حق اور وراثت میں حصہ اسلام نے عطا فرمایا ہے اور بیٹی کے بالغ ہونے پر اُسکا نکاح کرنا والدین کی ذمہ داری ہے۔ ورنہ کہیں تو بیٹی کو بالکل عزت نہیں دی جاتی۔ عورت بحیثیت بہن پاکستانی معاشرے میں تو بڑی بہن کو والدہ کا درجہ دیا جاتا ہے کیونکہ اکثر گھرانوں میں بڑی بہن اپنے چھوٹے بہن بھائیوں کی دیکھ بھال اور تربیت کرتی ہے اگر بہنیں بیوہ یا طلاق یافتہ ہیں تو بھائی ہی بہنوں کی ذمہ داریاں بخوبی سرانجام دیتے ہیں۔ کیونکہ اسلام نے بھائیوں کو بہنوں سے محبت و شفقت اور ہمدردی کا سبق دیا ہے بھائی بہنوں کی عزت و ناموس کے محافظ اور باپ کے بعد ان کے کفیل بنائے گئے ہیں بھائیوں کی جائیداد میں بہنوں کا حق بہنوں کو معاشی تنگدستی سے بچانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ حضرت ابو سعید خدری رضہ اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اسی لیے نبی کریم ﷺ نے بیٹی اور بہن کے متعلق فرمایا۔(مَنْ كَانَ لَهُ ثَلَاثُ بَنَاتٍ أَوْ ثَلَاثُ أَخَوَاتٍ أَوْ ابْنَتَانِ أَوْ أُخْتَانِ فَأَحْسَنَ صُحْبَتَهُنَّ وَاتَّقَى اللَّهَ فِيهِنَّ فَلَهُ الْجَنَّةُ)[21] جس کے پاس تین لڑکیاں، یا تین بہنیں، یا دو لڑکیاں، یا دو بہنیں ہوں اور وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور ان کے حقوق کے سلسلے میں اللہ سے ڈرے تو اس کے لیے جنت ہے"۔ ایک اچھی بیوی اچھی ماں بھی ہے جو اپنے شوہر کی وزیر، مشیر اور اسکی رفیقہ حیات ہے اپنے گھر کی ملکہ ہے شوہر اسکا ہمدرد ساری اولاد اور گھر والے اس کے فرمانبردار، مطیع اور خیر میں اس کے ساتھ تعاون کرنے والے سچے اور مخلص ہمدرد ہیں اس لیے نبی کریم ﷺ نے نیک عورت کے بارے میں فرمایا: إِنَّمَا الدُّنْيَا مَتَاعٌ، وَلَيْسَ مِنْ مَتَاعِ الدُّنْيَا شَيْءٌ أَفْضَلَ مِنَ الْمَرْأَةِ الصَّالِحَةِ[22] "نیک عورت اپنے شوہر کے لیے دنیا کی بہترین متاع ہے"۔

ایک ماں کے لیے انسانی نسل کی پیدائش اور پھر اسکی تعلیم و تربیت کے مراحل بہت کٹھن ہوتے ہیں انسانی زندگی کا ایک اہم اور مقدس فریضہ ہے جس کا شرف ماں کو بخشا گیا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے دلوں میں ماما اور بچوں سے فطری اور والہانہ محبت

رکھدی ہے اور باپ سے تین درجہ زیادہ اس حسن سلوک کا مستحق قرار دیا گیا اور لہذا جنت کو ماں کے قدموں تلے قرار دے کر ماں کو معاشرے کا سب سے زیادہ مکرم و محترم مقام عطا کیا۔ ہمارے پاکستانی معاشرہ میں عورت کو ماں کی حیثیت سے الگ مقام حاصل ہے ماں کو عزت، ادب اور قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے ہر بوڑھی عورت سب کی ماں ہے اگر عورت کا شوہر وفات پا جائے یا عورت کو طلاق ہو جائے تو عورت دوسری شادی کو ترجیح نہیں دیتی بلکہ اپنی ساری جوانی اولاد کے لیے گزار دیتی ہے اور اولاد کی تربیت کے لیے ہر طرح کے مشکل حالات کو برداشت کرتی ہے لوگوں کے طعنے اور باتیں برداشت کرتی ہیں اولاد کے جوان ہونے پر وہ اپنی اولاد کو اپنے بڑھاپے کا سہارا سمجھتی ہے اس لیے اسلام نے ماں کے ساتھ حسن سلوک کو زیادہ ترجیح دی ہے۔قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ الصُّحْبَةِ قَالَ أُمُّكَ ثُمَّ أُمُّكَ ثُمَّ أُمُّكَ [23] ایک شخص نے پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ: لوگوں میں سے (میری طرف سے) حسن معاشرت کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا تمہاری ماں، پھر تمہاری ماں، پھر تمہاری ماں"۔لہذا عورت ہر لحاظ سے مقام و مرتبہ رکھتی ہے اور ہر رشتے میں ادب واحترام اور عزت کی مستحق ہے۔

**پاکستانی عورت کے فرائض اور ذمہ داریاں**

عورت کا وجود گھریلو سعادت کا عنوان ہے اور جب قدرت نے عورت کی تخلیق ہی مرد کے جوڑے کی حیثیت سے کی ہے تو فطرت کے تقاضوں اور تخلیق کے مقاصد کو نظر انداز کرنے میں نہ عورت کو چین مل سکتا ہے اور نہ مرد کو راحت نصیب ہو سکتی ہے وجود زن سے تصویر کائنات میں رنگ کا ہونا ایک ایسی حقیقت ہے جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا عورت کے ساتھ ہی گھر اور پھر گھریلو ذمہ داریوں کا تصور آنا یقینی ہے اور جسمانی یا نفسیاتی الجھنوں کا شکار یا گردو پیش اور گھر کے حالات سے مجبور کچھ عورتوں کے علاوہ عورتیں ازدواجی زندگی سے وابستہ آنے والی انسانی نسل کو پروان چڑھانے میں مصروف ہوتی ہیں یا خود کو اس ذمہ داری کی ادائیگی کے لیے آمادہ پاتی ہیں جسکی وجہ سے عورت ہر طرح کی دشواریوں کو انگیز کرتے رہنے میں اپنے لیے سعادت سمجھتی ہے اور اس طرح کے فرائض کی ادائیگی سے محرومی کو اپنے لیے نقص اور نامرادی کا باعث تصور کرتی ہے اس طرح فطری تقاضوں کے تحت عورت کے لیے امور خانہ داری اور گھریلو ذمہ داریوں کی ادائیگی کو ان کی زندگی کا لازمی جز بنا دیا گیا ہے جس میں ان کے لیے راحت بھی ہے اور معاشرے اور عام انسانیت کے لیے فلاح و نعمت بھی۔اس لیے اسلام نے ہر عورت اور مرد کو ان کی ساخت اور بناوٹ کے لحاظ سے گھر اور باہر کی مختلف طرح کی ذمہ داریاں عطا کی ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔﴿ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ﴾[24]" عورتوں کے بھی اسطرح حقوق ہیں جس طرح ان کے فرائض ہیں مگر مردوں کو ایک درجہ زیادہ حاصل ہیں۔" اللہ تعالیٰ نے جس عظیم مقصد کی خاطر اس کائنات اور انسانوں کو بنایا ہے وہ ہے اللہ تعالیٰ کے دین کی پیروی اور دنیا میں اللہ تعالیٰ کے احکام و قوانین کا نفاذ یہ عظیم مقصد تب ہی پورا ہو گا جب ہر مرد اور ہر عورت اپنے اپنے دائرہ کار میں رہتے ہوئے اپنی اپنی ذمہ داریاں احسن طریقے سے سرانجام دیں اس مقصد کو روبہ عمل میں لانے کے لیے ضروری تھا کہ خاندان کا کوئی سربراہ (قوام) ہو اس لیے مرد کو عورتوں پر اللہ تعالیٰ نے قوام بنایا ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ﴾[25]"مرد عورتوں پر حاکم ہیں" مرد کو اللہ تعالیٰ نے مال خرچ کرنے کی وجہ سے عورت پر ایک درجہ زیادہ فضیلت دی ہے کیونکہ عورت کا غیور رب یہ نہیں چاہتا کہ وہ فیکٹریوں میں جا کر مشینوں کا دھواں کھائے اور دفتروں میں افسران بالا کی جھڑکیاں کھائے پاکستانی معاشرہ میں بہت سے خاندانی نظام میں بہت سے طبقات ایسے ہیں

جہاں عورتیں تعلیم یافتہ بھی ہیں لیکن کسی پیشے سے منسلک نہیں ہیں اور کچھ عورتیں بالکل ان پڑھ ہیں لیکن ان عورتوں کا خاندانی بیک گراؤنڈ ایسا ہے کہ وہ ان پڑھ ہوتے ہوئے بھی اسلامی تعلیمات، زندگی کی حقیقت، اپنے ذاتی کردار اور اس کے حقیقی مقصد کے اعتبار سے بہت باشعور ہیں یہی وجہ ہے یہ عورتیں اپنے آپ کو گھر والوں کی خدمت میں لگا دینے کو بڑی سعادت مندی اور عظیم فریضہ حیات سمجھتی ہیں اور یہی ان عورتوں کا حاصل زندگی ہوتا ہے۔ اگر دیکھا جائے شوہر کی غیر موجودگی میں پاکستانی عورتیں اپنی ذمہ داریاں احسن طریقے سے نبھانے میں اہم کردار ادا کر رہی ہیں۔ شوہر کی غیر موجودگی میں گھریلو معاملات کی حفاظت ہر عورت کا فرض ہے کہ وہ اسے اچھے طریقے سے نبھائے اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا حکم بھی موجود ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔﴿فَالصَّالِحَاتُ قَانِتَاتٌ حَافِظَاتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللَّهُ﴾[26] "پس جو صالح عورتیں ہیں وہ اطاعت شعار ہوتی ہیں مردوں کے پیچھے اللہ کی حفاظت و نگرانی میں ان کے حقوق کی حفاظت کرتی ہیں"۔ ان احکام سے واضح ہوتا ہے کہ ذمہ داریاں کچھ ایسی نہیں ہیں کہ انہیں غلط طریقے سے ادا کر دیا جائے مرد تو معاشی ضروریات کو پورا کرنے کے سلسلے میں سارا وقت باہر گزارتے ہیں اور تھکے ہارے گھر لوٹتے ہیں یا بہت سے پاکستانی مرد روزی کمانے کے چکر میں ملک سے باہر ہیں ان کا گھروں میں آنا مہینوں اور سالوں کے بعد ہوتا ہے اس لیے اُن کے پاس اتنا وقت نہیں کہ اولاد کی تربیت اور گھر کے معاملات سے نپٹیں جبکہ عورتیں سارا وقت گھر میں ہوتی ہیں بچوں کی تربیت کرتی ہیں گھر کی ضروریات کا سامان وغیرہ بھی وہی خیال رکھتی ہیں غرضیکہ گھر کے تمام چھوٹے معاملات سے لے کر بڑے معاملات کو حل کرنا عورت ہی کی ذمہ داری ہے یہی سبب ہے عورت کی ذمہ داریوں کے سلسلے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا وَمَسْئُولَةٌ)[27]" کہ عورت اپنے شوہر کے گھر اور اسکے بچوں کی نگران ہے اور ان سے متعلق عورت سے جواب طلبی کی جائے گی"۔

**پاکستانی عورت کی حیثیت، مقام و مرتبہ اور مروجہ قوانین کا جائزہ (1947ء تا حال)**

عورت کی حیثیت، مقام و مرتبہ کے اعتبار سے مروجہ قوانین میں پاکستانی عورتوں کے حل مسائل اور حقوق کے حوالے سے قانون سازی ایک نہایت سنجیدہ اور نازک موضوع بن چکا ہے حکومت پاکستان نے عورتوں کے مسائل کو حل کرنے اور عورتوں کو ہر طرح کے حقوق کے تحفظ کو یقینی بنانے کے لیے مختلف پہلوؤں سے قانون سازی کی ہے اور مزید کوششیں کی جارہی ہیں تاکہ آنے والے وقت میں مزید قانونی اصلاحات کے ذریعے سے عورتوں کی معاشرتی، سیاسی، وراثتی، طبی، تعلیمی، مذہبی لحاظ سے قانونی حیثیت کو زیادہ سے زیادہ بہتر بنایا جائے لہذا پاکستان میں عورتوں سے متعلق کی گئی قانون سازی کی تفصیل کچھ اسطرح ہے۔

**ووٹ کاسٹ کرنے کی اجازت**

1949ء سے ہی پاکستانی خواتین کو ووٹ ڈالنے کا حق حاصل تھا اپواء (آل پاکستان وویمن ایسوسی ایشن) کی ممبرز نے خواتین کو ان کے حقوق دلوانے میں اہم کردار ادا کیا ہے بیگم رعنا لیاقت علی خان اس ایسوسی ایشن کی روح رواں تھیں ان نے 28 جنوری 1949ء کو جہلم میں جموں کشمیر کے لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا "اب وہ وقت نہیں ہے کہ مسلمان عورتیں گھر کی چار دیواری میں بند بیٹھی رہیں اب انہیں خواب غفلت سے بیدار ہونا ہوگا اور گھروں سے نکل کر مردوں کے شانہ بشانہ قوم کی فلاح و بہبود کے کاموں میں حصہ لینا ہوگا اور مردوں کو بھی چاہیے کہ وہ اپنی عورتوں کی راہ میں حائل نہ ہوں وہ انہیں اس بات کا موقع فراہم کریں کہ وہ ان فنون کو سیکھ سکیں جن کی اہلیت ان کے اندر پائی جاتی ہو"۔[28] حکومت پاکستان نے اعلان کیا جن معاملات کا تعلق عورتوں سے ہوگا ان معاملات میں حکومت تنظیم کی ممبرز سے مشورہ کیے بغیر کوئی قدم نہ اٹھائے گی

لہذا اپواء کی سرپرستی آج تک قائم ہے اور خواتین سے متعلق اس کی کانفرنسز گورنمنٹ ہاؤس میں منعقد ہوتی ہیں یہ تنظیم خواتین کے حقوق اور مسائل کو حل کرنے میں اہم کردار ادا کر رہی ہے۔

**جلانے اور تیزاب پھینکنے سے بچاؤ اور عورتوں کے تحفظات کے لیے قانون سازی**

پاکستان میں تیزاب سے بچاؤ کا قانون تعزیرات پاکستان 1860ء نافذ العمل ہے یہ قانون ان خواتین کو تحفظ فراہم کرتا ہے پاکستان میں خواتین پر تیزاب پھینکنے کے واقعات بہت زیادہ عام ہیں آئے روز ٹی وی چینلز اور اخبارات میں اس حوالے سے خبریں شائع ہوتی رہتی ہیں تیزاب پھینکنے سے ایک عورت کی پوری زندگی متاثر ہونے ساتھ ساتھ برباد بھی ہو جاتی ہے لہذا پنجاب حکومت نے اس طرح کے واقعات کی روک تھام کے لیے سخت قانون نافذ کیا ہے۔[29]

**پاکستانی عورت اور عائلی قوانین**

اپواء تنظیم کی خواتین نے نے 1962ء میں صدر ایوب خان سے عائلی قوانین منظور کروائے جن میں سے بیشتر تو قرآن و سنت کے خلاف ہیں 1939ء میں مسلمان عورتوں کا تنسیخ نکاح کا قانون بنایا گیا ہے اس کے علاوہ مسلم فیملی لاء آرڈیننس (1961ء) ایکٹ بنایا گیا۔[30] جس کا مقصد عورتوں کو شادی شدہ زندگی میں مختلف قسم کے تحفظات فراہم کرنا ہے مثلاً: عدت کی صورت میں مطلقہ یا بیوہ کا حق نان ونفقہ وغیرہ، نفقہ کا طلاق ہر اس چیز پر ہوتا ہے جو انسان اپنے اہل وعیال پر اپنی استطاعت کے مطابق خرچ کرتا ہے اس میں خوراک، لباس، گھر، علاج وغیرہ شامل ہیں نفقہ کی مقدار کا تعین پاکستانی معاشرے میں شوہر کی حیثیت کے مطابق کیا جاتا ہے جس کا قاعدہ کلیہ قرآن کریم نے خود بتایا ہے جیسا کہ ﴿عَلَى الْمُوسِعِ قَدَرُهُ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهُ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوفِ﴾[31] " وسعت والے پر اس کی حیثیت کے مطابق (لازم) ہے اور تنگ دست پر اس کی حیثیت کے مطابق، (بہر حال) یہ خرچہ مناسب طریق پر دیا جائے"۔ شوہر بیوی کو یہ ضروریات زندگی مہیا نہ کرے تو بیوی فیملی کورٹ میں شوہر کے خلاف اپنا حق استعمال کر سکتی ہے۔ اس قانون کی دفعہ 5 کی رو سے نکاح کو رجسٹرڈ کروانا بھی لازمی قرار دیا گیا۔

**مکمل مساوات کا نظریہ**

1973ء میں خواتین کے لیے سرکاری ملازمت کے دروازے کھولے گئے اور عورتوں کے لیے مکمل مساوات کا نظریہ دیا گیا۔ حدود آرڈیننس (1979ء) ایکٹ بنایا گیا جس میں عورتوں کی حفاظت اور حدود سے متعلق قوانین کو شامل کیا گیا۔[32]

**پاکستانی عورت اور جہیز سے متعلق قوانین**

1976ء میں معاشرے کے اہم پہلو کو مد نظر رکھتے ہوئے حکومت نے جہیز اور عروسی تحائف پر پابندی کا قانون نافذ کیا مذکورہ قانون غریب خاندانوں سے تعلق رکھنے والی عورتوں کو بہت تحفظ فراہم کرتا ہے جو والدین اپنی بیٹیوں کو جہیز دینے سے قاصر ہوں اس قانون کی رو سے وہ حکومت کو مدد کے لیے درخواست بھی کر سکتے ہیں۔[33]

**بلدیاتی اداروں میں خواتین کی نمائندگی**

2000ء میں خواتین کے لیے لوکل گورنمنٹ ایکٹ بنایا گیا جس میں پاکستانی عورتوں کے لیے (33٪) نشستوں کا کوٹہ مختص کیا گیا۔ 2001ء/2002ء میں لوکل گورنمنٹ کے الیکشن میں (39000) جبکہ (28000) عورتوں کو 2005ء کے الیکشن میں منتخب کیا گیا اس دوران پاکستانی عورتوں کی نمائندگی کا تناسب (33٪) کے قریب رہا۔[34]

### قومی کمیشن برائے مقام نسواں

2000ء میں عورتوں کے لیے قومی کمیشن برائے مقام خواتین کا قیام عمل میں آیا اس ادارے کے قیام کا خاص محرک ملک پاکستان میں عورتوں کے (معاشرتی، مذہبی، سیاسی، طبی، تعلیمی، وراثتی، اور معاشی) حقوق، استحصال اور خواتین پر تشدد، غیرت کے نام پر قتل، خود کشی، خواتین پر تیزاب پھینکنے، ریپ، اغوا اور جنسی تشدد، اور قیدی خواتین، تعلیم کا حق ایسے معاملات میں خواتین کے قانونی تحفظ کے لیے کام کرنا ہے۔[35]

### پاکستانی خواتین کا غیر ملکی افراد سے شادی کا قانون

قانون شہریت (1962ء) کو 2001ء میں اس حد تک تبدیل کیا گیا جسکا مطلب پاکستانی عورتیں جو غیر ملکی افراد سے شادی کرتی ہیں ان کے بچوں کو شہریت مل جائے البتہ ایسے غیر ملکی جو پاکستانی عورتوں سے شادی کرتے ہیں وہ مرد شہریت کا حق نہیں رکھتے ہیں۔[36]

### وفاق اور صوبوں میں پاکستانی عورتوں کی نمائندگی

وزارت ترقی خواتین نے 2002ء میں قومی پالیسی برائے ترقی و اختیارات خواتین متعارف کروایا۔ 2002ء میں قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں میں عورتوں کے لیے (17٪) سینٹ کے لیے، (66) پنجاب کے لیے، (29) سندھ کے لیے اور (22) نشستیں مغربی سرحدی صوبے اور بلوچستان اسمبلی کے لیے مخصوص کی گئیں۔[37]

### غیرت کے نام پر قتل اور پاکستانی عورتوں کے لیے قانون سازی

2004ء میں پارلیمنٹ میں غیرت کے نام پر قتل کے متعلق ایک قانون کو نافذ کیا گیا پاکستانی پارلیمنٹری خواتین نے اس بل کی حمایت میں بہت اہم کردار ادا کیا اگرچہ یہ قانون ان پاکستانی عورتوں کو کچھ داد رسی مہیا کرتا ہے جنہیں غیرت کے نام پر معاشرے میں قتل کیا جاتا ہے۔ اکتوبر 2016ء میں پارلیمنٹ میں غیرت کے نام پر قتل ہونے والی عورتوں کے متعلق قانون مزید ترمیم کی گئی جس میں قتل کی صورت ریاست خود فریق ہو گی اور صلح یا معافی نہیں ہو سکے گی۔[38] وفاقی حکومت نے 2005ء میں خواتین کے لیے اصلاحات کا منصوبہ عمل متعارف کروایا اس کا مقصد صنفی معاملات کو ادارتی بندوبست کے ذریعے پالیسوں اور منصوبوں میں اجاگر اور نمایاں کرنا ہے۔[39]

### حدود آرڈیننس اور پاکستانی عورت کے تحفظات

2006ء میں فیڈرل گورنمنٹ نے پاکستانی عورتوں کے تحفظ کے بل کے تحت 1979ء حدود آرڈیننس کے دو آرڈیننسز میں ترامیم کیں جو ہ زنا اور قذف آرڈیننس ہیں۔ زنا کے جرم کو پاکستان پینل کوڈ میں شامل کیا گیا۔ اس قانون کا مقصد پاکستانی معاشرے میں مظلوم خواتین کو ہر طرح کا تحفظ فراہم کرنا ہے۔[40]

### وفاق میں عورتوں کی مشترکہ کمیٹی کا قیام:

وفاقی حکومت نے پاکستانی عورتوں کے لیے پبلک سیکٹر سروسز میں (10٪) کوٹہ بھی مقرر کیا 2009ء میں قومی اسمبلی پاکستان میں تمام سیاسی جماعتوں کی شمولیت سے وومن پارلیمنٹری کاکس قائم کیا گیا جس کا مقصد پاکستانی پارلیمنٹری خواتین کو ایک مشترکہ مقصد کے لیے ایک ہی پلیٹ فارم پر یکجا کرنا تھا اس کے لیے قومی اسمبلی کی اسپیکر ڈاکٹر فہمیدہ مرزا اس کی سر پرست اعلیٰ مقرر کی گئیں۔[41]

**دوران ملازمت پاکستانی عورتوں کے تحفظات سے متعلق قوانین**

2009ء میں کریمینل لاء(ترمیمی) ایکٹ کے ذریعے پاکستانی عورتوں کو کام کرنے کی جگہ پر جنسی طور پر ہراساں کرنے سے متعلق پی پی سی کی شق(509) میں ترمیم ہوئی یہ بھی پاکستانی عورتوں کے لیے اچھا قانونی اقدام اور تفصیلی قانون ہے اس بل کی منظوری قومی اسمبلی پاکستان نے 22 نون 2010ء کو دی اس قانون کا مقصد عورتوں کو جنسی تشدد، بلیک میلنگ، جنسی زیادتی، ریپ سے تحفظ فراہم کرنا ہے۔ پاکستان کے صوبہ پنجاب میں دفاتر میں کام کرنے والی عورتوں کو ملازمت کی جگہ پر کام کے دوران ہراساں کرنے سے متعلق ایکٹ(2012ء) بنایا گیا اس حوالے (2013ء) میں ترامیم کی گئی ہے کہ دفاتر میں اس حوالے سے کمیٹیاں قائم کی جائیں جو شکایات کی جانچ پڑتال کریں خواتین خاتون محتسب کو اس حوالے سے درخواست بھی دے سکتی ہے نیز اس قانون کا اطلاق پورے صوبہ پنجاب میں ہو گا۔ [42] اگر کوئی بیوہ عورت ملازمت کی خواہش مند ہے مگر وہ زائد العمر ہے تو وہ عورت (Pakistan Labor Cases) 2010 کے تحت نوکری کے حصول کے لیے عمر میں نرمی کی حقدار ہو گی۔[43]

**پاکستانی عورتوں کی جبری شادی سے تحفظات سے متعلق قوانین**

پاکستانی لڑکیوں کی جبری شادی، عورتوں کے خلاف دوسرے رسم ورواج (دیوانی یا فوجداری) مقدمے کے بدلے عورتوں کو نکاح میں دینا(وٹہ سٹہ) وغیرہ ان س رسم ورواج کے خاتمے کے لیے قانون بنایا گیا ہے جسے عورت مخالف رواجوں کا سد باب (فوجداری قانون میں ترمیم) کا ایکٹ 2011ء کا نام دیا گیا ہے۔[44]

**کم عمر میں شادی سے بچاؤ اور عورتوں کے تحفظات کے لیے قانون سازی**

کم عمر میں شادی کے حوالے سے (1929ء) کے قانون میں 2015ء میں صوبہ پنجاب میں ترمیم کی گئی جس میں لڑکی کی عمر سولہ سال اور لڑکے کی 18 سال کی عمر کو شادی کے لیے درست عمر قرار دیا گیا اس حوالے سے قانون کی خلاف ورزی کرنے پر لڑکی اور لڑکا کے والدین اور لڑکا یا لڑکی کو کم عمر میں نکاح کرنے سے دونوں کو قید اور جرمانہ دونوں میں سے ایک یا دونوں سزائیں ہو سکتی ہے۔[45]

**ملازم پیشہ خواتین کے لیے سہولیات اور ڈے سنٹرز کا قیام**

پاکستانی خواتین کو معاشی سرگرمیوں میں زیادہ سے زیادہ سہولیات پہنچانے کی خاطر پنجاب حکومت نے سرکاری و نجی اداروں میں ڈے کیئر سنٹرز کا قیام قانونی طور پر لازمی قرار دیا۔ ویمن ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ اس حوالے سے مالی تعاون بھی فراہم کرتا ہے اور (The Mines Maternity Benefits Act 1981) کے تحت ملازم پیشہ عورتوں کو شوہر کی وفات اور بچے کی ولادت پر رخصت کی سہولیات بھی دی گئی ہیں اور پاکستان سول فیملی پنشن لاء (1954ء) ریٹائرمنٹ کے بعد ایک مختص رقم (پنشن) کے ذریعے سے بھی ملازم عورتوں کو تحفظ دیا گیا ہے۔ اور 2016ء میں اس ایکٹ میں ترمیم کی گئی اور سالانہ (10٪) کا اضافہ کیا گیا۔[46]

**پنجاب پولیس ویلفیئر فنڈز ایکٹ 2016ء کا نفاذ**

اس قانون کے ذریعے حاضر سروس، ریٹائرڈ گریڈ (1 تا 15) اہلکاروں کے اہلخانہ (بیوی، بیٹیوں کو) مندرجہ ذیل سہولیات جیسا کہ تعلیم کا خرچہ، شادی کا خرچہ، جہیز فنڈ وغیرہ دی گئی ہیں۔[47]

**خانگی تشدد سے بچاؤ کے لیے قانون سازی**

صوبہ سندھ میں بھی 2013ء میں خانگی تشدد سے تحفظ کا قانون نافذ کیا گیا اور پاکستان کے صوبہ بلوچستان میں بھی گھریلو تشدد کی ممانعت کا قانون مجریہ 2014ء کا نفاذ عمل میں لایا گیا یہ دونوں قوانین خاصی حد تک بین الاقوامی تقاضے پورے کرتے ہیں۔

**صوبہ پنجاب میں تحفظ نسواں بل (2016ء)**

یہ بل 2015ء میں متعارف کروایا گیا اور اس بل کو پنجاب اسمبلی نے تحفظ نسواں ایکٹ کے نام سے (2016ء) پاس کیا یہ وہ اہم قانون ہے جو پاکستانی عورتوں کی حیثیت اور مقام و مرتبہ کو واضح کرنے کے لیے وضع کیا گیا ہے پاکستان میں عورتوں پر گھریلو تشدد بہت ہی زیادہ عام ہے گھریلو تشدد کی روک تھام کے لیے 2016ء میں یہ ایکٹ بنایا گیا اس قانون کے تحت پاکستانی خواتین اپنی شکایات کو درج بھی کروا سکتی ہیں اور مجرم کو سزا بھی دلوا سکتی ہیں۔ تاہم اس پر ہونے والے اعتراضات کے باعث اس کا نفاذ عمل میں نہیں آیا اسلامی نظریاتی کونسل اس پر قانون سازی کا جائزہ لے رہی ہے اور اس پر سفارشات مرتب کر رہی ہے۔[48]

**مصیبت زدہ قیدی عورتوں کے لیے قانون سازی**

مصیبت زدہ محبوس پاکستانی عورتوں کے لیے فنڈ کا قانون مجریہ 1996ء کا نفاذ عمل میں لایا گیا ہے جو عورتیں کسی جرم کی پاداش میں جیلوں میں رہ رہی ہیں ان قیدی مصیبت زدہ عورتوں کے لیے قانون میں ترامیم کر کے وزارت انسانی حقوق کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ جیل میں قید عورتوں کو مالی اور قانونی مدد فراہم کرنے کے لیے یہ فنڈ استعمال کر سکتی ہے اس کے علاوہ 2012ء میں عورتوں کے عالمی دن کے موقع پر صدر مملکت نے اس بل کی منظوری دے دی جسکا مقصد وفاقی اور صوبائی حکومت سے ملنے والی امداد سے ان مجبور اور بے بس خواتین کی مالی اور قانونی مدد کرنا ہے۔[49]

**سرکاری اور نیم سرکاری دفاتر میں عورتوں کی نمائندگی**

پاکستان میں تمام سرکاری، نیم سرکاری دفاتر میں پالیسیز بناتے وقت عورتوں کی تعداد لازمی قرار دی گئی ہے لہذا پنجاب حکومت نے 2014ء میں قانون بنایا اس قانون کو بنانے کا مقصد بھی عورتوں کو فیصلہ سازی کے اختیارات میں شامل کرنا ہے۔[50]

**پاکستانی عورتوں کے وراثتی حقوق اور اس سے متعلق قانون سازی**

تعزیرات پاکستان 1860ء عورتوں کو وراثت سے محروم کرنے کا قانون پاکستان میں نافذ ہے جسکا اطلاق پورے پاکستان پر ہوتا ہے پاکستان میں غیر قانونی اور جعل سازی کے ذریعے عورتوں کو جائیداد کی ملکیت سے محروم کیا جاتا ہے عورتوں کو وراثت میں انکا شرعی حق بغیر کسی دشواری کے حاصل ہو جائے اس لیے حکومت نے خواتین کے حقوق کے تحفظ کے حوالے سے قانون سازی کی ہے کہ کوئی شخص بھی اپنی ماں، بہن، بیٹی، بیوی کو گھر سے بے دخل نہیں کر سکے گا جب تک عدالت کوئی فیصلہ نہیں کرتی۔ پنجاب اسمبلی نے خاص طور پر خواتین کی جائیداد کے تحفظ کے لیے 27 دسمبر 2012ء میں ایک بل پاس کیا جس کا نوٹیفکیشن 5 جنوری 2013ء کو ہوا اس کے بعد 2020ء میں سینٹ سے عورتوں کی جائیداد سے متعلق ایک بل کو منظور کیا گیا جسے انفورسمنٹ آف ویمن پراپرٹی ایکٹ کا نام دیا گیا اس قانون کا نفاذ پاکستانی عورتوں کے وراثتی حقوق کے تحفظ کے لیے ایک اہم اقدام ہے۔[51]

**پاکستان میں ہندو عائلی قوانین 1946ء:**

حکومت سندھ نے صوبہ سندھ میں ہندو عائلی قانون مجریہ 2016ء کو نافذ کیا اس کے بعد وفاقی حکومت نے بھی ہندو برادری کے عائلی قانون 1946ء کو ترمیم کے ساتھ 2017ء میں نافذ کیا جسکا اطلاق پورے پاکستان پر ہوتا ہے یہ قانون ہندو عورتوں کے لیے شادی کا اندراج، نفقہ، رہائش وغیرہ کے لیے تحفظات فراہم کرتا ہے اور ان سے متعلق جرائم کا احاطہ کرتا ہے۔[52]

**بیوہ، مطلقہ عورتوں اور بیٹیوں کے لیے پنشن کی سہولیات**

2018ء میں لاہور ہائی کورٹ نے بیوہ خواتین کی پنشن کے حوالے سے مزید سہولیات کا اضافہ کیا جیسا کہ پنشن کا حق ملازم کے بعد بیوہ کا ہوتا ہے تاہم اگر بیوہ بھی وفات پا جائے تو پنشن تمام غیر شادی شدہ بیٹوں میں تقسیم ہو جاتی ہے اگر کوئی بیٹی بھی بیوہ یا طلاق یافتہ ہو یا پھر کوئی بیٹی معذور ہو تو اسے بھی پنشن کا حق ملے گا۔[53]

**عورت کو بدل صلح میں دینے کی ممانعت کا قانون:**

تعزیرات پاکستان مجریہ 1860ء کی دفعہ 310 کے تحت کسی بھی پاکستانی عورت کو بدل صلح میں دینا جائز نہیں ہے فوجداری قانون ترمیمی ایکٹ (1) مجریہ 2005ء کے ذریعے اور 2011ء میں تعزیرات پاکستان کی دفعہ 310 میں ترمیم کے بعد کسی عورت کو بدل صلح کسی کے نکاح میں یا دیگر ایسے کسی عوض میں دینا جائز نہیں ہے یہ قانون قبائلی علاقوں میں قرآن کریم کے ساتھ شادی کرنے پر بھی عورتوں کو تحفظات فراہم کرتا ہے جنہیں خاندان کی خاطر بھینٹ چڑھایا جاتا ہے۔[54]

**بے نظیر انکم سپورٹ ایکٹ**

12 اگست 2009ء کو اس قانون کا نفاذ عمل میں لایا گیا اس قانون کا سب سے اہم پہلو پاکستانی غریب خواتین اور بچوں کو کم سے کم آمدنی کا امدادی پیکج فراہم کرتے ہوئے معاشی بحران سے محفوظ رکھنا ہے۔ یہ غریب اور نادار گھرانوں سے تعلق رکھنے والی سفید پوش خواتین کے لیے اچھا اقدام ہے۔[55] لہذا آئین پاکستان کی رو سے بنائے گئے ان قوانین کا مقصد پاکستانی عورت کے مختلف معاشرتی، مذہبی، سیاسی، وراثتی، تعلیمی، طبی، مسائل کو حل کرنا اور تحفظ فراہم کرنا ہے تاکہ معاشرے میں عورتوں کی حیثیت اور مقام و مرتبہ کو اجاگر کیا جائے۔

**مروجہ پاکستانی معاشرہ میں عورت کی حیثیت اور مقام و مرتبہ**

پاکستانی معاشرہ میں عورتوں کی حقیقی صورت حال کا جائزہ لینے سے پہلے اس بات کا تسلیم کرنا ضروری ہے کہ ہمارا پاکستانی معاشرہ فی الوقت بہت سے غیر اسلامی اجزاء کا مرکب ہے لوگوں نے بہت سے رسم و رواج کو ذہنوں پر اس حد تک غالب کر لیا ہے کہ ان سے جان چھوڑنا بغاوت خیال کیا جاتا ہے جو ایک جرم عظیم ہے میری تحقیق کے مطابق پاکستانی معاشرہ میں عورت سے متعلق دو طرح کی صورت حال پائی جاتی ہے ایک انتہائی بے بس عورت جو بے شمار مسائل کا شکار ہے اور دوسری ملازم پیشہ عورتیں جو جدید دور میں مختلف شعبہ حیات میں مردوں کے برابر کام کر رہی ہیں ان دونوں کا تعارف پیش خدمت ہے جیسا کہ

**(1): بے بس، لاچار پاکستانی عورت**

**پاکستانی معاشرہ میں عورت کا طلاق یا حق خلع کا مطالبہ کرنا بُرا سمجھا جاتا ہے**

طلاق خصوصاً خلع کو پاکستانی معاشرہ میں اس قدر بُرا فعل سمجھا جاتا ہے کہ عورت کی زندگی تباہ ہو جائے مگر لوگوں کی باتوں، لعن طعن، خاندان کی عزت کا خیال رکھتے ہوئے شوہر اور بیوی کا الگ نہیں کیا جاتا اور جو عورت پاکستانی سماج میں خلع کے ذریعے اپنی شادی ختم کرتی ہے وہ اپنی باقی کی زندگی سوسائٹی کے طعنے سننے میں گزارتی ہے اور اگر طلاق یافتہ لڑکی کی کہیں نکاح بھی کر دیا

جائے تو لڑکے کے خاندان کے لیے وہ مطلقہ عورت کا نکاح زلت ور سوائی کا سبب مانا جاتا ہے۔ بیوہ عورت جس کے پاس اولاد ہے شوہر کی وفات کے بعد گھر یا خاندان میں اس کی عزت کچھ نہیں رہتی۔[56]

### بیٹی کی پیدائش پر رد عمل

آج کے ترقی یافتہ زمانے میں بہت سے گھرانے ایسے بھی ہیں جو بیٹی کے پیدا ہونے پر جہالت و گمراہی کا ثبوت دیتے ہیں بیٹی کی پیدائش پر افسوس کیا جاتا ہے حال ہی میں میانوالی کے ایک رہائشی نے اپنی سات دن کی بیٹی کو قتل کر دیا پاکستانی معاشرہ میں بیٹی کا قتل آج بھی جہالت و گمراہی اور اسلامی تعلیمات سے عدم واقفیت کا ثبوت دیتا ہے۔[57] یہ صورتحال پاکستان کے صوبہ پنجاب, سندھ کے دیہاتی علاقوں میں زیادہ پائی جاتی ہے جہاں بیٹی کی پیدائش پر مردوں سے زیادہ خود خواتین کا رد عمل شدید تر ہوتا ہے ان کا رویہ آدمیوں کی نسبت زیادہ متاثر ہوتا ہے اور اگر کسی عورت کے ہاں بڑی اولاد بیٹا ہو جائے تو خاندان کی خوشی میں اضافہ ہو جاتا ہے اس سے بیوی کی عزت و وقار بڑھ جاتا ہے بعض اوقات تو بیوی کو بیٹی پیدا ہونے پر طلاق بھی دے دی جاتی ہے اور بری طرح سے مارا پیٹا جاتا ہے۔

### پاکستانی عورتوں میں تعلیم کا فقدان

کافی علاقوں میں لڑکیوں پر تعلیم کے دروازے بند ہیں اور صرف لڑکوں کو ہی پڑھایا جاتا ہے کیونکہ لڑکے بڑھاپے میں والدین کا بوجھ اٹھانے اور ان کی معاشی کفالت کرتے ہیں اس کے برعکس عورتوں کو معاشی بوجھ سمجھا جاتا ہے عام طور پر لڑکیوں کی تعلیم ان کی شادی کے ساتھ ہی ختم ہو جاتی ہے یہ صورت حال پاکستان کے تقریباً تمام صوبوں میں پائی جاتی ہے۔[58]

### پاکستانی عورت کی عزت و حقوق میں کمی

پاکستانی معاشرہ میں 50٪ عورتوں کو دیہاتی علاقوں میں عزت نہیں دی جاتی 60٪ عورتیں پاکستانی معاشرہ میں اپنے فرائض بخوبی سرانجام دیتی ہیں لیکن انہیں حقوق بہت کم ملتے ہیں ۔20٪ عورتوں کو اسلامی تعلیمات کے عین مطابق عزت دی جاتی ہے۔ پاکستان کے دیہاتی علاقوں میں مجبور عورت کی صورت حال جو سامنے آئی ہے اس میں عورت کو مختلف پابندیوں کا سامنا ہے اور عورت کو تعلیم و تربیتی مواقع، روزگار اور شوہر کے انتخاب کی آزادی، سیاسی و معاشی و معاشرتی، طبی معاملات میں خود مختارانہ حیثیت حاصل نہیں ہے۔[59]

### گھریلو تشدد اور پاکستانی عورت کی حیثیت، مقام و مرتبہ

پاکستانی معاشرہ میں عورتوں پر گھریلو تشدد مردوں کی اسلامی تعلیمات سے عدم واقفیت کے باعث ہے پاکستانی معاشرہ میں آدمیوں کی طرف سے عورتوں کے ساتھ حسن سلوک میں کمی، عورتوں پر دست درازی، مار پیٹ، جیسے مسائل کی وجہ سے عائلی زندگی کی ساکھ روز بروز کمزور پڑتی جارہی ہے اور طلاق و خلع کی شرح میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔ رشیدہ پٹیل عورتوں کے گھریلو تشدد کے متعلق لکھتی ہیں": ہمارے پاکستانی معاشرے میں خواتین پر گھریلو تشدد کو ایک نجی معاملہ سمجھا جاتا ہے اور اسے عدالت میں نہیں لایا جاتا ہمارے معاشرے کی عورتیں اس بات کو نظر انداز کر دیتی ہیں کہ تشدد بھی کوئی جرم ہے بھلا جبکہ تشدد کرنے والے عورت کے اپنے ہی گھر والے ہوتے ہیں بعض اوقات انہیں ڈرایا دھمکایا جاتا ہے معاشرتی عدم تحفظ اور خاندانی عدم تعاون عورتوں کو برداشت کرنا پڑتا ہے"[60] فرح قریشی عورت کے خلاف تشدد کے بارے میں کہتی ہیں: "عورت کے خلاف تشدد کا خاتمہ تب ہی ممکن ہو سکتا ہے جب تک معاشرتی اقدار اور اسلام کے عطا کردہ حقوق نسواں کی صحیح تعبیر و

تشریح نہیں کی جاتی لہذا یہ ایک معاشرتی معاملہ ہے جس کے خاتمے کے لیے قانون سازی ضروری ہے تا کہ پاکستانی عورتوں کے حقوق کا تحفظ کیا جاسکے"[61]

## غیرت کے نام پر قتل اور پاکستانی عورت کی حیثیت، مقام و مرتبہ

غیرت کے نام پر عورتوں کا قتل ہمارے پاکستانی معاشرے میں ایک گھناؤنا جرم ہے اور دین اسلام سے دوری اور جہالت کی وجہ سے بڑھتا جارہا ہے اور پوری دنیا میں پاکستانی معاشرے کی تنگ نظری اور عورت دشمنی کی وجہ سے رپورٹ ہوتا ہے پاکستانی عورت خاندان، معاشرے سے بغاوت کرتی ہے اور پاکستانی مرد بدلے اور غیرت کے ثبوت میں قتل جیسے جرم کا ارتکاب کرتا ہے یہ مسئلہ انسانی حقوق کی نام نہاد تنظیموں کے نظریات اور دستور پاکستان کے درمیان شدید تنازع کی صورت اختیار کر چکا ہے۔[62]

## وراثتی حقوق سے بے دخل کرنا اور طبی حقوق کی عدم دستیابی

بعض پاکستانی عورتیں اپنی خاندانی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے خود ہی اپنا حصہ چھوڑ دیتی ہیں اور بعض علاقوں میں تو بہنوں کو جائیداد سے محروم کرنے کے لیے بیٹیوں کے رشتے دیئے جاتے ہیں بہن کے ساتھ بیٹی کو بھی اُس کے حق سے محروم کر دیا جاتا ہے اس طرح یہ روایات نسل در نسل چلتی رہتی ہے ہر بار بیٹی کو خاندان کی عزت کے لیے یہ قربانی دینا پڑتی ہے اور ان غلط رسموں سے نہ صرف بیٹیوں بہنوں کی حق تلفی ہوتی ہے بلکہ یہ رویہ بعض اوقات انتشار اور فساد کا باعث بنتا ہے۔ اس کے ساتھ پاکستان کے صوبہ بلوچستان اور سرحد کے دیہاتوں میں عورتوں کے لیے فری ڈسپینسریاں، اور طبی سہولیات کی فراہمی نہ ہونے کے برابر ہے بعض اوقات دوران حمل خواتین تکلیف کے باعث ہسپتال پہنچنے سے پہلے ہی موت کے منہ میں چلی جاتی ہیں۔ ان علاقوں میں عورتوں کے لیے طبی سہولیات کی دستیابی نہایت ضروری امر ہے۔[63]

## (2) گھریلو معاملات سے لے کر مختلف شعبہ حیات میں عورتوں کی معاشرتی حیثیت

دوسری طرف عورتوں کے معاملے میں پاکستان میں ایک ایسا طبقہ جو جدیدیت کو ترجیح دیتا ہے اور مرد و عورت دونوں کو یکساں حقوق فراہم کرنے کا خواہشمند ہے ہر لحاظ سے عورت خاندان کے وقار وعزت کی علامت اور عائلی زندگی کے حسن کا سرچشمہ مانی جاتی ہے شادی کے انتخاب سے لے کر، خاندانی روابط کو بنانے اور مستحکم بنیادوں پر استوار کرنے میں، گھریلو معاملات اور مختلف معاشی، معاشرتی، مذہبی، طبی، سیاسی معاملات میں عورت کی رائے اور فیصلے کو ترجیح دی جاتی ہے گھریلو زمہ داریوں کو پورا کرنے کے ساتھ ساتھ بینکوں، میڈیا، اور سینٹ، وفاق، صوبوں اور دیگر انتظامی دفاتر میں بھی عورتیں اچھے عہدوں پر فائز ہیں بہت سے نجی اداروں کی مالک ہیں۔ عورت بے محار آزادی سے لطف اندوز ہو رہی ہے اس کی معاشرتی حیثیت کو اگر پرکھا جائے تو آج کے ترقی یافتہ دور میں عورت مختلف شعبوں میں گرانقدر خدمات انجام دے رہی ہے پاکستان میں بہت سی عورتیں زراعت وپیداوار کے شعبے سے بھی منسلک ہیں جو پاکستان کے دیہاتی علاقوں میں گندم اور چاول کی فصل کی کٹائی اور بوائی میں مردوں کے شانہ بشانہ کام کرتی نظر آتی ہیں اس کے علاوہ پاکستانی معاشرہ میں ملازمت حاصل کرنے پر عورتوں پر کوئی پابندی نہیں ہے نہ ان کے معاوضوں میں مردوں کی نسبت کوئی فرق روا رکھا گیا ہے۔ عورتوں کی تعلیم کے فروغ کے لیے مختلف شعبے قائم کیے گئے ہیں جن میں خواتین کو ہنر مند بنانے ان کے لیے الگ کمپیوٹر سنٹرز اور ووکیشنل ادارے بنائے گئے ہیں عورتوں کی نمائندگی کے لیے مزید ان اداروں کی تعداد اور گنجائش کو بڑھایا جارہا ہے۔

**خلاصہ بحث**

آج بھی پاکستانی موجودہ معاشرے میں 80٪ عورتیں اپنے خاندانی فرائض اللہ کی رضا اور رغبت سے بخوبی سرانجام دے رہی ہیں وہ گھروں کے اندر نسل انسانی کو پروان چڑھانے، تربیت کرنے کے ساتھ ساتھ معاشی میدان میں بھی اپنے خاوند کا سہارا بنی ہوئی ہیں تاکہ گھر کو سکون کا گہوارہ اور معاشرے کو مختلف قسم کے فسادات و انتشار سے بچایا جاسکے۔ پاکستانی معاشرہ میں عورت بہت سے مسائل سے دوچار ہے پورے ملک میں عورتوں کی حیثیت، مقام و مرتبہ کی صورت حال ایک جیسی نہیں ہے کہیں عورت بہت زیادہ مظلومی کی حالت میں مختلف مسائل سے دوچار ہے ایسا اسلامی تعلیمات سے ناواقفیت، منفی رسم و رواج اور خاندانی نظام کے پس منظر کی وجہ سے ہے اور کہیں عورت کو تمام تحفظات اور حقوق میسر ہوتے ہوئے بھی مزید آزادی درکار ہے اگر علاقائی طور پر پاکستان کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ شہروں میں عورتوں کو مردوں جیسے ہی حقوق حاصل ہیں اور ہر تمام سہولیات عورتوں کو میسر ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ خواتین کی قانونی حیثیت ماضی کے مقابلے میں بہت بہتر ہوئی ہے گھر سے لے کر ملازمت تک تمام قانونی تحفظات اور سہولیات فراہم کی گئی ہیں سماجی طور پر ہر جگہ خواتین کے مقام و مرتبہ میں نمایاں اضافہ ہوا ہے۔ لیکن آج بھی پاکستان میں لاکھوں خواتین ایسی ہیں جو بہت سے مسائل کا شکار ہیں اور وہ انصاف کے لیے عدالتوں تک رسائی نہیں رکھتیں اس وقت اصل مسئلہ ان حقوق اور تحفظات کو عام عورت تک پہنچانا ہے اس لیے پاکستان میں خواتین کے لیے اسلامی نظام عدل و مساوات قائم کیا جائے جو اسلامی اصولوں کو عملی جامہ پہنائے اور عورتوں کو وہ مقام و مرتبہ دے جو اسلام نے چودہ سو سال پہلے عورتوں کو دیا تھا۔

## References


[1]Muhammad Asad, *The Principles of The State and Government in Islam* (Kuala Lumpur, Islamic Book Trust,1999),11.

[2]Waheed–ul-Zaman Qsami Kiranvi, Mulana, *Al-Qamoos Al-Jadeed,* (Maktaba Darul Uloom Deoband, India,1410AH/1990)p: 518

[3]Al-Ahzab33:13

[4]Qurtabi, Abu Abdullah Muhammad Bin Ahmad (671AH), *Al Jamia Ahkam Ul Quran,* (Dar al Kitab al Arabi Beirut ,1461AH/2000 Ad) , 2:41

[5]Tirimzi, Imam Abu Isa Muhammad bin Isa (279 AH), *Jamia* (The Zia Ehsan Publishers Lahore, Pakistan),Vol:1,p:600,H: 1173

[6]Justice Muhammad Munir, *Constitution of The Islamic Republic of Pakistan,1973* (Art:9) (PLD Publishers,1996),1:243

[7]Justice Muhammad Munir, *Constitution of The Islamic Republic of Pakistan,1973 (Art:14)*,1:302

[8]Justice Muhammad Munir, *Constitution of The Islamic Republic of Pakistan,1973 (Art:18)*, 1:330

[9]-Justice Muhammad Munir, *Constitution of The Islamic Republic of Pakistan,1973 (Art:20)*,1:367

[10]Justice Muhammad Munir, *Constitution of The Islamic Republic of Pakistan,1973 (Art:21)*,1:376

[11]Justice Muhammad Munir, *Constitution of The Islamic Republic of Pakistan,1973 (Art:23)*,1:382

[12]Justice Muhammad Munir, *Constitution of The Islamic Republic of Pakistan,1973 (Art:24)*,1:382
[13]Justice Muhammad Munir, *Constitution of The Islamic Republic of Pakistan,1973 (Art:25)*,1:399
[14]Allah Nawaz Khan Khosa, *Constitution of The Islamic Republic of Pakistan,1973(Art:25A)* (Popular Law Book House Lahore High Court Pakistan,2023),p:53
[15]Justice Muhammad Munir, *Constitution of The Islamic Republic of Pakistan,1973 (Art:27)*,1:450
[16]Justice Muhammad Munir, *Constitution of The Islamic Republic of Pakistan,1973 (Art:32)*,1:465
[17]Justice Muhammad Munir, *Constitution of The Islamic Republic of Pakistan,1973 (Art:34)*,1:466
[18]Allah Nawaz Khan Khosa , *Constitution of The Islamic Republic of Pakistan,1973 (Art:35)*,p:59
[19]Allah Nawaz Khan Khosa , *Constitution of The Islamic Republic of Pakistan,1973 (Art:37)*,p:60
[20]. Allah Nawaz Khan Khosa , *Constitution of The Islamic Republic of Pakistan,1973 (Art:38)*,p:61
[21]Tirimzi, Imam Abu Isa Muhammad bin Isa (279 AH) Jamia ,1:900(H: 1977).
[22]Ibn e Maja ,Abu Abdullah Muhammad Bin Yazid (273 AH) *Sunan*, (Dar –al-Salam, Riaz, Saudia Arabia,1433 AH) 3:93(H ,1855)
[23]Muslaim, Imam Muslim Bin Alhijaj –al-Qasheeri, *Sahih Muslim*, (Khalid Ehsan Publishers Lahore,Pakistan,2004),6:187,(H,6501)
[24]Al-Baqara 2:228
[25]Al-Nisa:449
[26]Al-Nisa4:34
[27]-Bukhari, Abu Abdullah Muhammad Bin Ismail, *Al Sahih*, (Dar –al-Salam,Riaz, Saudia Arabia1433 AH),1:533,(H.983)
[28]Civil And Milltary Gazte Lahore, 29 January 1949,p:164
[29]Muhammad Ilyas Bhatti, *Panel Code Of Pakistan 1860*, (Popular Law Book House Pakistan, 2019), p:265
[30]Suriya Batool Alvi, *Modern women's Movement and Islam* (Press Qsaim Graphics Mansoora Lahore,Pakistan,2001),p:68
[31]Al-Baqara 2: 236
[32]Law & Justice Commission OF Pakistan ,(Government Of Pakistan Islamabad,2004), 2:66
[33]Law & Justice Commission OF Pakistan ,(Government Of Pakistan Islamabad,2004), 2:66
[34]Syeda Sadia, Dr, *Social and Legal Issues Of divorced Women in Pakistan Society*, (Shaukat Noor Printing Press,Lahore,pakistan,2017),P:51
[35]National Commission on the Status of Women, Reprot ,2000,p:14
[36]Allah Nawaz Khan Khosa , *Rights and duties of citizens*, Legal Publishers Lahore,2021,p:314
[37]Allah Nawaz Khan Khosa , *Constitution of The Islamic Republic of Pakistan,1973* (Art:34) Popular Law Book House Lahore High Court Pakistan,2023,p:59
[38]Law & Justice Commission OF Pakistan, Government Of Pakistan Islamabad,2018,Vol:8,p:35

[39]Daily Times Pakistan,25 December 2005,p:3
[40]-Muhammad Ilyas Bhatti ,*Panel Code Of Pakistan,1860*, Popular Law Book House Pakistan, 2019,p:479
[41] The Jang NewsPaper,25 May,2009,p:3
[42]Allah Nawaz Khan Khosa, *Rights and duties of citizens*, Legal Publishers Lahore,2021,p:842
[43]-Allah Nawaz Khan Khosa, *Rights of employees and procedure to approach court*, Popular Law Book House Lahore,2023,p:68
[44]-Muhammad Ilyas Bhatti ,*Panel Code Of Pakistan,1860*, 2019,p:479
[45]Allah Nawaz Khan Khosa , *Rights and duties of citizens*, Legal Publishers Lahore,2021,p:164
[46]Law & Justice Commission OF Pakistan, Government *Of Pakistan Islamabad*,2018,Vol:8,p:142
[47]Allah Nawaz Khan Khosa, *Rights of employees and procedure to approach court*, Popular Law Book House Lahore,2023,p:576
[48]Law & Justice Commission OF Pakistan ,Government Of Pakistan Islamabad,2018, 8:169/177/188
[49]Law & Justice Commission OF Pakistan, Government Of Pakistan Islamabad,2018,Vol:8,p:228
[50]The Jang NewsPaper,8 March,2015,p: 4
[51]Allah Nawaz Khan Khosa , *Rights and duties of citizens*, Legal Publishers Lahore,2021,p:1257
[52]Law & Justice Commission OF Pakistan, Government Of Pakistan Islamabad,2018, Vol:8,p:190
[53]Allah Nawaz Khan Khosa, *Rights of employees and procedure to approach court*, Popular Law Book House Lahore,2023,p:40
[54]Allah Nawaz Khan Khosa, *Rights and duties of citizens*, Legal Publishers Lahore,2021, p:396
[55]Allah Nawaz Khan Khosa, *Rights and duties of citizens*, Legal Publishers Lahore,2021,p:556
[56]Khalid Rehman Saleem, *Customs of Pakistani Muslims*, Islamic Culture Institute, Pakistan, p:30
[57]The Daily Times (Murder of an innocent daughter) 8 March,2022,p:8
[58]Rashida Patel, *Socio-Legal Status of Pakistani Woman*, Association of Women of All Pakistan, 1981, p: 100
[59]Assessment of Human Rights situation in Pakistan, Pakistan Human Rights Commission Report, 2010, p.11
[60] Rasida Patel, *Gender Equality and women empowerment in Pakistan*, (Oxford University press, 4.
[61]Farah Qureshi: (Perspectives on domestic violence case study from Karachi:23) Pakistan, Eastern Mediterranean Health Journal,vol:14,feb 2008,p:424
[62]Sameeha Raheel Qazi, *Killing in the Name of Honor, Women Commission*, (Jamaat-e-Islami, Mansoora, Lahore, Pakistan), p:87
[63]Iqbal Keilani, *Problems of Marriage, Muktaba Hadith Publications*, (Lahore, Pakistan, 1419 AH), p: 9-10